ویلنٹائن ڈے

تحریر: سہیل احمد لون

دن تو سارے اللہ نے بنائے ہیں البتہ دنوں کا استعمال انسانوں کی مرضی اور منشا کے مطابق ضرور ہے۔ہم نے شاید طے کرلیا ہے کہ ہم نے ہر خوشی کے موقع پر کوئی نہ کوئی اُستا کاری ضرور لگانی ہے۔وہ عید ہو یا رمضان، محرم ہوں یا پھر عید میلا دالنبی اُس پر کوئی نہ کوئی اختلاف منظر عام پر ضرور آئے گا جب ہم اپنے مذہبی تہوار متفقہ علیہ نہیں منا سکتے تو پھر غیر مذہبی، روایتی یا پھر دنیا کے عالمی گاؤں بننے کے بعد سامنے آنے والے تہواروں پر کیسے پیچھے رہ سکتے ہیں؟ ہم نے گزشتہ کئی دہائیوں سے اتنی لاشیں اٹھالی ہیں، اتنا ماتم وگریہ کرلیا ہے کہ اب ہم خود خوشی کہ دشمن ہو چکے ہیں، ہمیں خوشی کی خبر سن کر شاید سانپ سونگھ جاتا ہے اور عجیب سے لگتی ہے اسی لیے ہم خوشی کی ہر خبر پر بھی اختلاف کرکے اُسے کچھ نہ کچھ غمگین کرکے اپنی مرضی کے مطابق کرلیتے ہیں۔فروری کے وسط میں برطانیہ اور یورپ میں شدید سردی اور برف باری کے باعث باغات سمیت ہر شے کو سفید اوڑھنی میں ڈھانپ لیتی ہے۔ایسے میں "سرخ گلاب "بڑا نایاب ہو جاتا ہے۔خاص طور پر ’’ویلنٹائن ڈے‘‘ پر اس کی مانگ اور قیمت دونوں میں ایسے اضافہ ہو جاتا ہے جیسے وطن عزیز میں گرمیوں میں بجلی اور سردیوں میں گیس کی آب حیات کی طرح افسانوی سی بات لگتی۔وقت گزرنے کے ساتھ مغربی مما لک کے اس تہوار کو منانے کے لیے سرخ گلاب کے ساتھ ساتھ کئی دوسری اشیاء بھی بازاروں میں بکنا شروع ہو گئیں جن کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔کیونکہ مغربی معاشرے میں سرخ رنگ کو محبت اور پیار کی علامت تصور کیا جاتا ہے۔اس وقت برطانیہ سمیت یورپ کے دیگر مما لک معاشی بحران کے عذاب سے گزر رہے ہیں ایسی صورت حال میں ترجیحات تبدیل کرنا مشکل ہو چکا ہے۔اب لوگوں میں اس تہوار کو منانے میں وہ جوش وجذبہ نظر نہیں آتا جو پہلے کبھی ہوا کرتا تھا۔گزشتہ کچھ برسوں سے اس تہوار کی مخالفت کرنے والوں میں بھی اضافہ ہوتا جارہا ہے جن کے نزدیک یہ فضول اور محض پیسے کا ضیاع ہے۔مگر حیرانگی اس بات کی ہے گزشتہ کچھ برسوں سے وطن عزیز میں اس "ولائتی تہوار" کو منانے کا رجحان بڑھتا جارہا ہے۔اس ولائتی بیماری کو پھیلانے میں ہمارے میڈیا کا کردار بھی ایسا ہی جیسے کرپشن کا وائرس گھر گھر پھیلانے میں حکومت اور ریاستی اداروں کا۔شاید "جمہوریت "اسی چیز کا نام ہے کہ عوام کوئی بھی رسم یا تہوار کسی بھی "رنگ "میں منائیں اُن کے آزادی اظہار پر کوئی بھی قدغن نہیں لگائی جاسکتی مغرب کی حد تک تو جمہوریت ایسی ہی ہے اور جب برطانوی پارلیمنٹ کو دوسری پارلیمنٹوں کی ماں کہا جاتا ہے تو کچھ بعید نہیں کہ سب بچوں کو اس ماں سے ہی سب کچھ سیکھنا پڑے۔یہ بات اب نیو ائیر یا ویلنٹائن ڈے تک ہی محدود نہیں رہے گی کیونکہ دوسری طرف بھارتی ذرائع ابلاغ اپنی مذہبی رسومات، تہوار، اور کلچر کا پرچار جس رنگین انداز میں کر رہے ہیں اس کے رنگ میں بھی ہمارا معاشرہ بڑی تیزی سے رنگتا جارہا ہے۔جیسے آج ویلنٹائن ڈے اور نیو ایر منائے جارہے ہیں وہ وقت دور نہیں جب "راکھی "اور "ہولی" کے تہوار بھی ادھر عام ہو جائیں گے۔دکھ اور حیرانگی اس بات کی ہے کہ ہم نقل بھی کرتے ہیں تو ان رسموں اور تہواروں کی جو ہماری تہذیب، مذہب اور ثقافت کا حصہ نہیں۔جس کے اپنانے سے ہمارے

معاشرے میں کوئی صحت مند تبدیلی نہیں آ سکتی۔ جن کی تقلید سے ہمارے نظام میں کوئی تبدیلی نہیں آ سکتی۔ اس کے برعکس مغربی معاشرے میں لاتعداد ایسی اچھائیاں موجود ہیں جن کی نقل کرنے سے ہمارے مسائل کم ہونا شروع ہو جائیں گے۔ ترقی یافتہ ریاستیں شہری کے حقوق کی ذمہ دار ہوتی ہے، ہر شہری کے جان و مال کا تحفظ یقینی بنانے کے لیے ریاست اپنی پوری کوشش دیانتداری سے کرتی ہے، شہریوں کو بنیادی ضروریات کے لیے ترسنا نہیں پڑتا کیونکہ اسکی ذمہ داری بھی ریاست کی ہوتی ہے، ہر شہری کے لیے بنیادی تعلیم لازمی قرار دی گئی ہے جس کے حصول کو ہر صورت میں ممکن بنائے جانے کے لیے عملی اقدام کیے جاتے ہیں، بنیادی تعلیم کے اخراجات کا ماں باپ کو فکر نہیں ہوتا، اچھے سکول میں داخلے کے لیے میرٹ کو بنیاد بنایا جاتا ہے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ بچے کے ماں باپ کی معاشی اور سیاسی حالت کیا ہے، غریب آدمی کو قانونی معاملات حل کروانے کے لیے حکومت کی طرف سے (Legal Aid) پر وکیل کا انتظام بھی کیا جاتا ہے، حکمران وقت بھی کسی معاملے میں عدالت میں پیش ہونے پر ہتک محسوس نہیں کرتا اور نہ ہی عدالت کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں، فوجی جرنیل، جج، یا اشرافیہ کوئی بھی قانون سے بالاتر نہیں ہوتا۔ ہمارے ہاں اگر وزیر اعظم یا آرمی چیف خود کار چلا کر کہیں چلا جائے تو اس کو بھی ایک خبر کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے جبکہ یہاں (برطانیہ میں) بڑے بڑے وزیر عام شہریوں کے ساتھ لوکل بسوں اور ٹرینوں میں سفر کرتے عام نظر آتے ہیں۔ وہ خود کو عوام کا خدمت گار تصور کرتے ہیں۔ کسی شہری کو اپنے علاقے کے منسٹر یا میئر کو ملنا اتنا ہی آسان ہوتا ہے جتنا ہمارے ہاں امام مسجد کو ملنا...... !! فرق صرف اتنا ہے کہ ادھر کا وزیر عوام کی خدمت کے لیے ہوتا ہے جبکہ ہمارے امام مسجد کی خدمت کے لیے عوام ہوتی ہے۔ قانون و انصاف کی بالادستی کا یہ عالم ہے کہ کوئی حکمران استثناء کی ڈھال میں اپنے آپکو نہیں چھپاتا اور نہ ہی اپنے قرضوں اور کالی کرتوتوں کو پاک کرنے کے لیے "این آر او کی گنگا میں شنان" کرتا ہے۔ جہاں عوام کے حقوق کی پاسداری ہوتی ہے وہاں عوام بھی اپنے فرائض انجام دیتی نظر آتی ہے۔ سرکاری، نیم سرکاری، غیر سرکاری ملازمین سمیت بزنس کمیونٹی کے لوگ حکومت کو ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں ٹیکس کی چھری صرف مخصوص طبقے پر ہی چلتی ہے۔ کہتے ہیں کہ کسی قوم کے نظم و ضبط کے معیار کا پتہ لگانا ہے تو اس کے ٹریفک کے بہاؤ کو دیکھ لو۔ لندن کی سڑکیں لاہور سے کم کشادہ ہیں اور ٹریفک کا لوڈ بھی بہت ہے مگر یہاں لوگ ٹریفک کے قوانین کا پابندی کرتے ہیں جس سے گاڑی کا پہیہ چلتا رہتا ہے۔ جہاں پیدل چلنے والے کے پاس زیادہ حقوق ہیں مگر ہمارے ہاں الٹی گنگا بہتی ہے۔ پیدل چلنے والوں کی کون پرواہ کرتا ہے اسی لیے تو فٹ پاتھوں پر ٹھیلے لگے ہوتے ہیں اور سڑکوں پر کہیں بھی پارکنگ کرنا عام سی بات ہے۔ دنیا میں آج وہی قومیں ترقی یافتہ یا بہتر زندگی گزار رہی ہیں جنہوں نے اپنا نظام اچھے اصولوں پر استوار کیا۔ حضرت عمرؓ کا دور خلافت اس لحاظ سے بڑا سنہری دور تھا کہ ان کے عہد خلافت میں بہت سی اصلاحات متعارف کروائیں گئیں جس کی تقلید مغربی ممالک نے کی اور آج وہ دنیا کی ترقی یافتہ قومیں ہیں۔ ہمارے فیملی سسٹم کی مثال دی جاتی تھی اب یہاں بھی مغرب زدہ لوگوں نے اولڈ ہاؤس بنانے اور آباد کرنے شروع کر دیے ہیں۔ نقل کرنے میں برائی نہیں مگر بزرگوں کا قول ہے کہ نقل کے لیے بھی عقل کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ عقل کبھی اپنے مفاد کے خلاف فیصلہ نہیں کرتی۔ مگر افسوس ہم نقل بھی کر رہے ہیں اور عقل سے بھی ہاتھ دھوتے جا رہے ہیں۔ ویلنٹائن ڈے منانے میں مجھے تو کوئی اعتراض نہیں لیکن کیا بہتر ہوتا کہ ہم زرعی معاشرے کے لوگ اس موقع پر دنیا بھر میں یہ تہوار منانے والوں کو پاکستان سے سرخ گلاب بھیجتے

تو دنیا بھر کہ انسان اس تہوار پر نا صرف پاکستانی گلاب مانگ کر پاکستان کا نام سر بلند کر رہے ہوتے بلکہ اپنے اس تہوار میں ہمیں شامل سمجھتے ہوئے اور کروڑوں ڈالر سرخ گلاب کی خریداری کی صورت میں پاکستانی عوام کی جیب میں ہوتے لیکن افسوس کہ اپنے دیس میں تو عوام کے جیب میں ڈالنے کی نہیں نکلوانے عادت عروج پر ہے سو حکومت کوئی ایسا کام نہیں کرے گی جس سے عوام خوشحال ہو اور پاکستان کا ہر دن ویلنٹائین ڈے بن جائے۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

09-02-2020